73

جلسہ سالانہ بہت بڑی نعمت ہے

(فرمودہ ۲۵- نومبر ۱۹۳۲ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اگلے مہینہ میں انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقرر کردہ جلسہ سالانہ بلکہ آپ کا بھی نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت مقرر شدہ جلسہ سالانہ ہونے والا ہے۔ اس جلسہ کی غرض محض اس قدر نہیں کہ لوگ آئیں اور تقریریں سن لیں۔ کیونکہ تقریریں مختلف اوقات میں ہوتی ہی رہتی ہیں اور مختلف شہروں میں جلسے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ درحقیقت یہ جلسہ اپنے اندر ایک اقرار رکھتا ہے کہ الٰہی آواز پر مؤمن ہر کام چھوڑ کر جانے کے لئے تیار رہے گا۔ خدا نے مختلف اوقات میں مختلف اقرار رکھے ہیں۔ ایک اقرار روزانہ پانچ وقت کا ہے۔ ہر بالغ اور تندرست کا فرض ہے کہ جب اذان ہو تمام کام کاج چھوڑ کر مسجد میں پہنچے اور محلے کے لوگوں کے ساتھ مل کر عبادت الٰہی بجالائے۔ پھر ایک اور اقرار جمعہ کے دن کا ہے جس میں سارے شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے اور اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ وہ الٰہی آواز کو سننے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ پھر عیدین آتی ہیں ان میں نہ صرف ایک شہر کے لوگ بلکہ مختلف علاقوں کے لوگ اور آس پاس کے دیہات کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور اس طرح زیادہ وسیع حلقہ کے لوگ اقرار کرتے ہیں کہ وہ الٰہی آواز پر لبیک کہنے کو تیار ہیں۔ اسی طرح سال میں ایک حج کا موقع ہوتا ہے جس میں ساری دنیا کے لوگ جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے ایک جگہ جمع ہوتے اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اسلامی توحید نے مسلمانوں کے دلوں کو ایسا متحد کر دیا ہے کہ باوجود اختلاف زبان، اختلاف عقائد، اختلاف رنگ و نسل، اختلاف خیالات اور اختلاف آب و ہوا کے وہ اللہ

تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہہ کر ایک جگہ جمع ہونے کو تیار ہیں۔
لیکن حج ان ایام میں بہت سے لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا تھا۔ کیا بلحاظ اس کے کہ اس علاقہ میں امن و امان کا وہ انتظام نہ تھا جو حج کے لئے ضروری ہے۔ اور کیا بوجہ اس کے کہ اس مقام میں ایسا نظام نہیں جس سے ان فوائد کو حاصل کیا جاسکے جو حج کا اصل مقصود ہے۔ اور کیا بوجہ اس کے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کے لوگوں سے بہ نسبت دوسرے ممالک کے لوگوں کے زیادہ کام لینا چاہتا تھا۔ چونکہ حج پر وہی لوگ جاسکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں۔ حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں ہی پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلّی حج مقرر کیا۔ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں اسلام کے ابتدائی دَور میں زیادہ ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے والے عرب تھے۔ اور وہ آسانی سے مکہ میں پہنچ سکتے تھے اس لئے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے حج کے موقع پر بہتر سے بہتر ذرائع حاصل تھے۔ لیکن اب نہ وہ تحریک وہاں باقی ہے اور نہ دنیا کے تمام لوگ وہاں پہنچ سکتے ہیں اس لئے حج کی عبادت کا حصہ تو بے شک باقی ہے اور وہ رہتی دنیا تک باقی رہے گا جس طرح نماز کا فریضہ ہے اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان مقرر کردہ دنوں میں وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے لیکن مکہ مکرمہ میں اب چونکہ نہ کوئی ایسی جماعت تھی جو اشاعتِ اسلام کی ذمہ وار قرار دی گئی ہو اور نہ ہی اب عربوں کی ایسی حالت اور نظام تھا کہ وہ تبلیغ اسلام کر سکیں۔ ایسا نظام اب ہندوستان میں ہی ہے اور اشاعت اسلام کا درد رکھنے والی قوم بھی اب یہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلّی حج مقرر کیا اور اس کا مرکز قادیان میں رکھا۔ جب تک وہ نظام جو تبلیغ کے لئے مقرر ہے یہاں رہیگا اور جب تک قادیان اس کا مرکز ہے اور جب تک ہندوستان کے لوگ اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں گے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں رُشد و ہدایت پھیلانے کا ذمہ دار بنایا ہے اس وقت تک علاوہ ان علمی فوائد کے جو جلسہ کے موقع پر تقریریں سننے سے حاصل ہوتے ہیں یہاں آنے والے ہر شخص کو ثواب حاصل ہو گا اور اگر خدانخواستہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس نعمت کو بھلا دیا اس کی قدر نہ کی اور خدا تعالیٰ نے اس کام کا مرکز کسی اور مقام کو قرار دے دیا تو پھر چونکہ اس میں عبادت کا حصہ نہیں وہ صرف مکہ مکرمہ سے ہی مخصوص ہے اس لئے یہ صرف ایک رسم رہ جائے گی اور ثواب کا حصہ جاتا رہے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرتے ہوئے اور اس ثواب کی عظمت کو پہچانتے ہوئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمت بجالائے۔ خواہ وہ مالی ہو یا جانی یا مکانی یا عام خدمت کے رنگ میں۔ پس گذشتہ طریق کے مطابق اس دفعہ بھی میں قادیان کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ مکانات دینے میں' اخراجات برداشت کرنے میں اور مہمانوں کی خدمت کرنے میں جہاں تک ہو سکے مدد کریں اور سلسلہ کے کاموں کو ذاتی کاموں پر ترجیح دیتے ہوئے خدمات کریں میں نے قادیان کے لوگوں کو اس کے متعلق ہمیشہ توجہ دلائی ہے مگر افسوس ہے ابھی یہاں کے لوگوں میں وہ بیداری نہیں پیدا ہوئی جو ہونی چاہئے۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ جو شخص قادیان میں اس لئے آتا ہے کہ باہر کے حملوں اور گالیوں سے بچ جائے وہ ہرگز کسی ثواب کا مستحق نہیں کیونکہ وہ میدان جنگ کا بھگوڑا ہے اور بھگوڑے کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ وہ دوزخ کا مستحق ہے۔ لیکن جو شخص یہاں اس لئے آتا ہے کہ باہر خدمت کے کم مواقع ہیں اور مرکز میں اسے زیادہ موقع ملے گا وہ مہاجر ہے پس یہاں کے لوگ اپنے عمل سے ثابت کریں کہ وہ مہاجر ہیں اگر کوئی شخص باہر کی تکالیف سے ڈر کر یہاں آتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ اسی لئے آیا ہے اور لوگوں پر بھی یہی ظاہر کرتا ہے وہ کُھلا مجرم ہے اور جو لوگوں پر تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ خدمت دین کے لئے آیا ہے لیکن دراصل اپنے دل میں سمجھتا ہے کہ تکالیف سے بچنے کے لئے آیا ہے وہ منافق مجرم ہے۔ لیکن جس کے دل میں بھی یہی ہے اور ظاہر بھی یہی کرتا ہے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہونا چاہئے۔ یہ ممکن نہیں کہ آگ ہو اور دُھواں نہ اٹھے' انگارے موجود ہوں لیکن گرمی محسوس نہ ہو اور سورج کے نیچے کھڑا ہو کر کوئی شخص دھوپ اور روشنی سے محروم رہ سکے۔ اگر واقعی دل میں یہ خواہش ہے کہ مرکز میں زیادہ قربانیوں کا موقع ملے تو یہ ہجرت ہے لیکن اس کا ثبوت عمل سے دو۔ قادیان میں آنے والوں کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں۔ سوائے ان بھگوڑوں کے جو آرام کے لئے یہاں آتے ہیں ان کا حق ہے کہ وہ آرام کریں۔ باہر لوگ انہیں مارتے تھے' گالیاں دیتے تھے' بائیکاٹ سے ان کے کاروبار کو نقصان پہنچاتے تھے' رشتہ دار تنگ کرتے تھے اور ان مصائب سے بچنے کے لئے یہاں آنے والوں سے قربانی کی توقع رکھنا بے وقوفی ہے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے نفاق کے مرض کو دور نہ کردے۔ لیکن جو شخص خدمت کے زیادہ مواقع ملنے کے خیال سے آیا ہے' وہ اپنے عملی نمونہ سے اپنی صداقت ثابت کرے۔ اگر باہر کے لوگ ایک آنہ روپیہ چندہ دیتے ہیں تو اسے پانچ پیسے دینے چاہئیں اور موصی ہونا چاہئے۔ دگرنہ یہ کیسے

ثابت ہو گا کہ وہ خدمت کرتا ہے۔ ہم اس کے متعلق یہی سمجھیں گے کہ وہ کمانے کے لئے آیا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں جس شخص کی ہجرت عورت کے لئے یا کسی دنیوی فائدہ کے لئے ہو' وہ خدا تعالیٰ کا مہاجر نہیں بلکہ اس چیز کا ہے جس کے لئے وہ ہجرت کرتا ہے[1]۔ اسی لئے جو شخص یہاں آکر باہر سے زیادہ قربانیاں نہیں کرتا' وہ آرام طلب ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جو جنگ یورپ' امریکہ' افغانستان' ایران' عرب' مصر' سماٹرا' جاوا' فلسطین اور شام وغیرہ ممالک میں لڑی جارہی ہے اور ان مقامات پر بھی جہاں کا ہمیں علم نہیں' اس سے تنگ آکر اور آرام لینے کی خاطر وہ یہاں آگیا ہے پس وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا مجرم ہے اس لئے میں پھر ایک دفعہ احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ قادیان کے لوگوں کو دوسروں سے بڑھ کر نمونہ دکھانا چاہئے۔ ابھی ان سے یہ مطالبہ تو نہیں کیا جاتا کہ وہ جائدادیں اور گھربار لُٹادیں اور سب کام کاج چھوڑ دیں مگر دوسروں کی نسبت ان سے زیادہ قربانیوں کی توقع کی جاتی ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت ہو کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لُٹادیا جائے' اس وقت بھی میں امید رکھوں گا کہ قادیان کے لوگ باہر والوں سے زیادہ اعلیٰ نمونہ دکھائیں مگر اس وقت تک ان سے صرف نسبتی قربانی کا مطالبہ ہے اس لئے جلسہ کے لئے جو لوگ مکان دے سکتے ہیں وہ مکان دیں۔ یا اپنے مکانوں کے حصے دیدیں۔ جو خدمت کرسکتے ہیں وہ خدمت کریں اور جو مالی امداد دے سکتے ہیں وہ مالی امداد دیں۔ اور جنہیں خدا تعالیٰ ہر طرح سے قربانی کی توفیق دے وہ مکان بھی دیں' چندے بھی دیں اور خدمت بھی کریں۔ پچھلی دفعہ بھی میرے پاس شکایت ہوئی تھی کہ بعض لوگ چندہ نہیں دیتے اور بعض جلسہ کے موقع پر معمولی بہانوں سے مکان دینے سے گریز کرتے ہیں اور کئی یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے اپنے مہمان آنے والے ہیں وہ کیوں یہ نہیں کہتے کہ یہ مکان ہے اتنے ہمارے اپنے مہمان بھی ہوں گے۔ اس لئے اگر ہو سکے تو انہیں کو یہ دیدیں۔ وہ مکان کا مطالبہ پر تو جواب دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے مہامان آئیں گے لیکن کھانے کے وقت کہتے ہیں تمہارے مہمان ہیں' ان کو کھانا دیا جائے۔ ایسے بہانہ خور لوگ کھانے کے وقت سب سے آگے ہوتے ہیں۔ اور لڑتے ہیں کہ مہمانوں کی اچھی طرح خدمت نہیں کی جاتی۔ ان کی شُترمُرغ کی مثال ہوتی ہے۔ جب اسے کہا گیا کہ بوجھ اٹھاؤ تو اس نے کہا میں تو مرغ ہوں۔ مرغ پر بھی کبھی بوجھ لادا جاتا ہے اور جب کہا اُڑ تو کہہ دیا کہ کبھی اونٹ بھی اُڑا کرتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ مکان کے مطالبہ پر تو کہتے ہیں ہمارے مہمان۔ لیکن کھانے کے وقت کہتے ہیں تمہارے مہمان۔ یا تو انہیں چاہئے کہ مکان سلسلہ کے سپرد

کردیں اور اگر ان کے اپنے رشتہ دار یا متعلقین آنے والے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں انہیں گھر میں زیادہ آرام پہنچا سکیں گے کیونکہ گھر میں عورتیں بھی ان کی خدمت کر سکتی ہیں تو منتظمین سے کہہ دیں کہ اتنے ہمارے ہوں گے اور وہ انہیں بھی جگہ دے دیں۔ جس طرح زکوٰۃ کے متعلق حکم دیا ہوا ہے کہ ادا کر دی جائے اور دینے والا کہہ دے کہ میرا فلاں رشتہ دار بھی مستحق ہے اسی طرح وہ مکان پیش کر دیں اور اپنے مہمانوں کی تعداد بھی بتادیں۔ اور منتظم اگر چاہیں تو اس میں سے ان کے مہمانوں کو بھی اتنی جگہ دیدیں جتنی عام مہمانوں کے حصہ میں آتی ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تحریک بھی ایک ماہ لیٹ ہوئی ہے۔ دفتر والوں نے تو مجھے کہہ دیا تھا لیکن میں نے سمجھا کہ تحریک اگلے مہینہ میں ہونی چاہئے اس لئے دیر ہو گئی۔ اس میں بھی دفتر والوں کی یہ غلطی ہے کہ انہوں نے دوبارہ یاددہانی نہیں کرائی۔ ممکن ہے اس کا بھی دخل ہو لیکن میرے خیال میں جتنا اس کا اثر ہونا چاہئے تھا اس سے زیادہ پڑ رہا ہے۔ تحریک بے شک پہلے ہونی چاہئے تا لوگ چندہ دینے کی وجہ سے جلسہ میں شامل ہونے سے محروم نہ رہ جائیں لیکن باوجود اس کے جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہندوستان کے لوگوں کے لئے ایک ثواب کا ذریعہ پیدا کر دیا۔ پس جو شخص امکان کے باوجود اس میں شمولیت سے پہلو تہی کرتا ہے وہ اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا دشمن ہے کیونکہ جلسہ سالانہ پر قادیان آنے سے انسان کا دل زنگ آلود ہونے سے بچ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرمایا کرتے تھے کہ بار بار آنا چاہئے لیکن جو بار بار نہیں آسکتا وہ سال میں ایک بار تو آجائے۔ بے شک معذوریاں بھی ہوتی ہیں لیکن جو معذوریاں بناتا ہے وہ مجرم ہے اور اپنا آپ دشمن ہے۔ جو لوگ خود نہیں آتے یا بیوی بچوں کو نہیں لاتے ان کے فوت ہوتے ہی ان کے گھر سے احمدیت مٹ جائے گی۔ پھر بعض لوگ اپنے غیر احمدی دوستوں اور رشتہ داروں کو لاتے ہیں اور ان میں سے خدا کے فضل سے ایک کثیر حصہ بیعت کر لیتا ہے۔ انہیں بھی ضرور ساتھ لانا چاہئے۔ اس سال ایک دقت یہ ہے کہ جلسہ کے معاً بعد رمضان شروع ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر باہر ہوئے تو روزہ نہیں رکھا جاسکے گا۔ حالانکہ اگر ضرورت حقہ کے لئے باہر جانا پڑے تو روزہ کو دوسرے وقت پر ملتوی کر دینا بھی ثواب کا موجب ہے۔ شریعت نے رمضان میں سفر کو جائز رکھا ہے مگر سفر کے روزہ کو ناجائز۔ اس سال چونکہ رمضان قریب ہے اس لئے ممکن ہے ایک دو یا تین روزے نہ رکھے جاسکیں۔ لیکن

اگر دل میں اس کا احساس ہو تو بعد میں رکھنا پہلے سے بھی زیادہ ثواب کا موجب ہو گا۔ ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ ان کی فجر کی نماز فوت ہو گئی تو وہ تمام دن روتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے کہا میرے اس بندے کو نماز قضا ہونے کا اس قدر قلق ہوا ہے' اس لئے اسے سَو نماز کا ثواب دیدیا جائے۔ اگلے روز کوئی انہیں صبح ہی صبح جگا رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا شیطان۔ آپ نے پوچھا شیطان کا نماز سے کیا تعلق ہے۔ اس نے کہا کل میں نے آپ کو سُلائے رکھا اور آپ اس قدر روئے کہ خدا تعالیٰ نے کہا میرے اس بندے کو اس قدر قلق ہوا ہے اس لئے اسے سَو نماز کا ثواب دیدیا جائے۔ میں نے سمجھا اگر آج بھی ایسا ہی ہوا تو آپ پھر اسی طرح زیادہ ثواب لے جائیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ایک نماز کا ثواب ہی آپ لے لیں۔ تو جو شخص دینی خدمت کے لئے کوئی عبادت ملتوی کر دیتا ہے جس کی شریعت نے اجازت دے دی ہے۔ اور پھر اس کا احساس رکھتا ہے کہ اسے بہتر سے بہتر رنگ میں ادا کرے گا تو وہ بہت زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

ہماری جماعت کے دوست تو اس بات کو سمجھتے ہیں لیکن ممکن ہے دوسرے اعتراض کریں۔ اس لئے میں نے بتا دیا ہے کہ انہیں سمجھایا جائے۔ تا وہ آٹھ نَو سَو بلکہ ہزار کے قریب لوگ جو آتے ہیں اور جن میں سے زیادہ تر بیعت کر جاتے ہیں' ان میں کمی نہ ہو پھر مرکز کی طرف سے بھی معززین کو چٹھیاں لکھی جائیں۔ اور اس کے لئے اخبار میں اعلان کر کے موزوں لوگوں کے پتے معلوم کئے جائیں۔ کیونکہ ممکن ہے وہ ایسے لوگوں کو لکھیں جن پر کوئی اثر نہ ہو۔ لیکن بیرونی لوگ اپنے علاقہ کے ایسے افراد سے واقف ہوتے ہیں جن کو ایسی دعوت مفید ہو سکتی ہے۔ ہزار بلکہ دو تین ہزار ایسی چٹھیاں لکھی جائیں اور اگر ان میں سے پچاس ساٹھ بھی آ جائیں تو بہت مفید ہو سکتا ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اگر ذرا بھی رغبت ہو تو ستر اسی فیصدی بیعت کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پس میں ایک طرف تو کارکنوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ کام صحیح طریق پر اور عمدگی کے ساتھ کریں۔ اور مرکزی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مالی قربانی اور جانی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور باہر کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی اخراجات کے لئے چندہ دیں۔ خود شامل ہوں اور ایسے لوگوں کو جنہیں سلسلہ کے ساتھ رغبت ہو یا اگر تعصب بھی ہو تو اس وجہ سے کہ وہ ناواقف ہیں' اپنے ساتھ لائیں۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جانے کی توفیق بخش دے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں تمام فرائض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ذمہ داری کے لحاظ سے جو ہم پر عائد ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ قربانی کی توفیق دے۔ اور ہمیں یہ شناخت عطا کرے کہ خدمت دین کرکے فخر و تعلّی کے بجائے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں۔ اور جماعت کو توفیق دے کہ وہ تقویٰ میں ترقی کرکے اس کے فضلوں کی وارث ہو۔

(الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

۱۔ بخاری کتاب الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم